فہرست مضامین معارف القرآن جلد چہارم

مضمون	صفحہ
بقیہ سورۂ اعراف از آیت ۹۴ وما ارسلنا فی قریۃ	۱۱
انبیاء سابقین اور ان کی قوموں کی تاریخ قرآنی اسلوب میں	۱۳
برکت کے معنی اور اس کی حقیقت	۱۴
قہر بصورت مہر	۱۵
آیات ۱۰۰ تا ۱۰۲ اولم یہد للذین یرثون الارض	۱۶
لایفقہون کی بجائے لایسمعون فرمانے میں حکمت	۱۸
آیات نمبر ۱۰۳ تا ۱۱۰ ثم بعثنا من بعدہم موسیٰ بآیاتنا	۲۱
لاٹھی کا سانپ بن جانا معجزانہ طور پر تھا	۲۴
معجزہ اور جادو میں فرق	۲۵
آیات نمبر ۱۱۱ تا ۱۲۲ قالوا ارجہ واخاہ	۲۶
آیات نمبر ۱۲۳ تا ۱۲۷ قال فرعون آمنتم بہ	۳۲
فرعونی جادوگروں میں مسلمان ہوتے ہی یکدم انقلاب عظیم عصا اور ید بیضاء سے بھی بڑا معجزہ تھا	۳۷
فرعون پر حضرت موسیٰؑ وہارونؑ کی ہیبت	۳۷
آیات نمبر ۱۲۸ تا ۱۳۲ قال موسیٰ لقومہ استعینوا	۳۸
مشکلات و مصائب سے نجات کا نسخۂ اکسیر	۴۱
حکومت و سلطنت حکمران طبقہ کا امتحان ہے	۴۲

مضمون	صفحہ
آیات نمبر ۱۳۳ تا ۱۳۶ فارسلنا علیہم الطوفان	۴۴
ساحروں کے مقابلہ کے بعد بیس سال حضرت موسیٰؑ مصر میں مصروف تبلیغ رہے اور نو معجزات دوسرے عطا ہوئے	۴۶
آیات نمبر ۱۳۷ تا ۱۴۱ واورثنا القوم الذین کانوا	۴۹
فرعونیوں کے انجام بد اور بنی اسرائیل کی فتح و کامرانی کا ذکر	۵۱
آیت نمبر ۱۴۲ وواعدنا موسیٰ ثلثین لیلۃ	۵۵
تیس راتوں پر دس کا اضافہ کرنے میں حکمت	۵۶
مسلسل تیس رات دن روزے رکھنے پر ایک سوال اور اس کا جواب	۵۷
عبادات میں قمری حساب معتبر ہے دنیوی معاملات میں شمسی حساب کی گنجائش ہے	۵۷
اصلاح نفس میں چالیس دن رات کو خاص دخل ہے	۵۸
انسان کو اپنے سب کاموں میں بتدریج اور آہستگی کی تعلیم	۵۸
ضرورت کے وقت ناظم امور کو اپنا قائم مقام تجویز کرنا	۵۹
آیات نمبر ۱۴۳ تا ۱۴۵ ولما جاء موسیٰ لمیقاتنا وکلمہ	۶۰
دنیا میں رویت باری کا عقلاً ممکن اور ممتنع الوقوع ہونا	۶۱

مضمون	صفحہ
موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کا کلام	۶۲
دار الفاسقین کے دو معنی	۶۲
آیات نمبر ۱۴۶ تا ۱۵۱ ساصرف عن آیاتی الذین	۶۳
تکبر انسان کو فہم سلیم اور علوم الٰہیہ سے محروم کر دیتا ہے	۶۶
سامری کا زیورات سے بچھڑا بنانا اور قوم موسیٰؑ کا اس کو خدا ماننا	۶۷
القاء کے معنی اور اس پر ایک سوال کا جواب	۶۸
آیات نمبر ۱۵۲ تا ۱۵۶ :- ان الذین اتخذوا العجل	۶۹
بعض گناہوں کی کچھ سزا دنیا میں بھی ملتی ہے	۷۳
ستر رجال بنی اسرائیل کا انتخاب اور ان کی ہلاکت کا واقعہ	۷۴
رحمت خداوندی کا غضب پر سابق ہونا	۷۵
آیت نمبر ۱۵۷ الذین یتبعون الرسول النبی	۷۷
خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت کے مخصوص صفات و فضائل	۷۸
تورات وانجیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات اور علامات	۸۰
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو حضورؐ کی صفات مخصوصہ میں شمار کرنے کی وجہ اور آپ کی صفات	۸۴

مضمون	صفحہ
قرآن کے ساتھ سنت کا اتباع بھی فرض ہے۔	۸۶
رسول کا صرف اتباع ہی کافی نہیں، ادب، احترام اور محبت بھی فرض ہے۔	۸۷
آیات نمبر ۱۵۸ و ۱۵۹ قل یاایہا الناس انی رسول اللہ الیکم	۸۹
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت تمام عالم کے لئے تا قیامت ہے، اسی لئے آپ پر نبوت ختم ہے۔	۹۰
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چند اہم خصوصیات۔	۹۱
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں ایک حق پرست جماعت۔	۹۳
آیات نمبر ۱۶۰ تا ۱۶۲ وقطعنٰہم اثنتی عشرۃ اسباطا امما	۹۴
آیات نمبر ۱۶۳ تا ۱۶۶ واسئلہم عن القریۃ التی کانت	۹۶
آیات نمبر ۱۶۷ تا ۱۶۹ واذ تاذن ربک لیبعثن علیہم	۹۸
یہود پر دنیا ہی میں دو سزاؤں کے واقع ہونے کا بیان	۱۰۰
یہود کی موجودہ حکومت اور مصنوعی اقتدار آیت کے خلاف نہیں	۱۰۱
چند فوائد کا آیت مبارکہ سے استنباط	۱۰۲
آیات نمبر ۱۷۰ و ۱۷۱ والذین یمسکون بالکتاب واقاموا الصلوٰۃ	۱۰۴
چند فوائد	۱۰۵

مضمون	صفحہ
دین میں جبر و اکراہ نہیں، اس کا صحیح مطلب اور شبہ کا جواب	۱۰۷
آیات ۱۷۲ تا ۱۷۴ واذ اخذ ربک من بنی آدم	۱۰۷
عہد الست کی تفصیل و تحقیق	۱۰۸
بیعت لینے کی حقیقت	۱۱۱
روایات حدیث میں عہد الست کی تفصیلات	۱۱۲
عہد ازل کے متعلق چند سوال جواب	۱۱۴
آیات نمبر ۱۷۵ تا ۱۷۷ واتل علیہم نبا الذی آتینٰہ	۱۱۷
بنی اسرائیل کے ایک عالم مقتدا کی گمراہی کا عبرتناک واقعہ	۱۱۹
چند فوائد، عبرتیں اور نصیحتیں	۱۲۲
آیات ۱۷۸ و ۱۷۹ من یہد اللہ فہو المہتدی	۱۲۳
ہدایت پانے والوں کو بصیغہ مفرد اور گمراہی اختیار کرنے والوں کو بصیغہ جمع لانے میں حکمت اور وجہ	۱۲۴
آیۃ میں کافروں سے سمجھنے، دیکھنے سننے کی نفی، جو بظاہر مشاہدہ کے خلاف ہے کس حقیقت پر مبنی ہے؟	۱۲۶
آیت نمبر ۱۸۰ وللہ الاسماء الحسنٰی فادعوہ بہا	۱۲۸
اسماء حسنٰی کی تشریح	۱۲۹
دعاء کے بعض آداب	۱۳۰
اسماء الٰہیہ میں کجروی کی ممانعت اور اس کی مختلف صورتیں	۱۳۱
کسی شخص کو اللہ تعالیٰ کے مخصوص نام سے موسوم یا مخاطب کرنا جائز نہیں	۱۳۲

مضمون	صفحہ
آیات نمبر ۱۸۱ تا ۱۸۵ وممن خلقنا امۃ یہدون بالحق	۱۳۳
آیات نمبر ۱۸۶ تا ۱۸۷ من یضلل اللہ فلا ہادی لہ	۱۳۸
لفظ ساعۃ کی لغوی و اصطلاحی تحقیق	۱۴۰
آیات نمبر ۱۸۸ تا ۱۹۳ قل لا املک لنفسی نفعا	۱۴۳
چند احکام و فوائد	۱۵۰
آیات ۱۹۴ تا ۱۹۸، ان الذین تدعون من دون اللہ	۱۵۰
آیات نمبر ۱۹۹ تا ۲۰۲ خذ العفو وامر بالعرف	۱۵۳
اخلاق قرآنی کا ایک جامع ہدایت نامہ	۱۵۴
فائدۂ عجیبہ	۱۵۹
آیات نمبر ۲۰۳ تا ۲۰۴ واذا لم تاتہم بآیۃ	۱۶۰
آیۃ واذا قری القرآن کا شان نزول	۱۶۲
تلاوت قرآن کے وقت خاموش رہکر سننے کے متعلق چند ضروری مسائل	۱۶۳
آیات ۲۰۵ تا ۲۰۶ واذکر ربک فی نفسک تضرعا	۱۶۵
ذکر خفی اور ذکر جہر کے احکام	۱۶۶
بلند آواز سے تلاوت کرنے میں چند شرائط کا بیان	۱۶۸
سجدہ کے بعض فضائل اور احکام	۱۶۹
سُورۃ الانفال	۱۷۱
آیت ۱ یسئلونک عن الانفال قل الانفال للہ والرسول	۱۷۱
مضامین سورۃ	۱۷۱

مضمون	صفحہ
واقعہ متعلق بسورۃ انفال	۱۷۲
لفظ انفال کی تحقیق	۱۷۴
اتفاق و اتحاد کی بنیاد خوف خدا پر ہے	۱۷۶
مؤمن کی مخصوص صفات	۱۷۸
آیات ۵ تا ۶ کما اخرجک ربک الخ	۱۸۱
غزوہ بدر کا تفصیلی واقعہ	۱۸۴
آیات ۷ تا ۱۰ واذ یعدکم اللہ احدی الطائفتین	۱۸۸
آیات ۱۱ تا ۱۴ اذ یغشیکم النعاس امنۃ منہ	۱۹۳
آیات ۱۵ تا ۱۹ یا ایہا الذین آمنوا اذا لقیتم الذین کفروا	۱۹۷
آیات ۲۰ تا ۲۴ یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ ورسولہ	۲۰۴
سننے کے چار درجات	۲۰۶
انسان کے اعلیٰ اور ادنیٰ ہونے کا معیار	۲۰۷
ایک منطقی شبہ اور اس کا جواب	۲۰۸
لما یحییکم میں حیات سے کیا مراد ہے	۲۰۸
آیات ۲۵ تا ۲۸ واتقوا فتنۃ لاتصیبن الذین ظلموا	۲۱۰
مسلمانوں کو کچھ پند و نصیحت	۲۱۲
فتنہ کے معانی کا بیان	۲۱۴
وان اللہ عندہ اجر عظیم کا شان نزول	۲۱۵
آیات ۲۹ تا ۳۳ یا ایہا الذین آمنوا ان تتقوا اللہ	۲۱۶
تقویٰ کے صلہ میں تین انعامات	۲۱۸
دار الندوہ میں قریشی سرداروں کا اجتماع اور ابلیس لعین	۲۲۰
آیات ۳۴ تا ۳۸ ومالہم الا یعذبہم	۲۲۵

مضمون	صفحہ
کفر و انکار کے علاوہ تین جرم کا سبب عذاب ہونا	۲۲۸
آیات ۳۹ تا ۴۰ وقاتلوہم حتی لاتکون فتنۃ	۲۳۱
آیت ۴۱ واعلموا انما غنمتم من شیء	۲۳۶
لفظ غنیمت کی تحقیق اور خصوصیت امت اور اس کے احکام	۲۳۷
خمس کے پانچ مصارف کا بیان	۲۴۰
تقسیم خمس بعد وفات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم	۲۴۱
خمس ذوی القربیٰ	۲۴۲
فائدہ	۲۴۲
یوم بدر کو یوم الفرقان کہنے کی حکمت	۲۴۳
آیات ۴۲ تا ۴۴ اذ انتم بالعدوۃ الدنیا	〃
نقشۂ جنگ بیان کرنے کا مقصد	۲۴۶
غزوۂ بدر میں خاص کرشمۂ قدرت کا ذکر	۲۴۸
فائدہ	۲۴۹
آیات ۴۵ تا ۴۷ یا ایہا الذین آمنوا اذا لقیتم فئۃ	〃
جہاد میں فتح کیلئے قرآنی ہدایات	۲۵۰
جنگ میں ذکر اللہ کی کثرت کا حکم	۲۵۲
آیات ۴۸ تا ۴۹ واذ زین لہم الشیطان اعمالہم	۲۵۴
شیطان کا سراقہ بن مالک کی صورت میں کفار کے سامنے آنا اور پھر ملائکہ کے لشکر کو دیکھ کر بھاگ نکلنا	۲۵۶
شیطانی فریب سے بچنے کا طریقہ	۲۵۸
کامیابی کیلئے صرف اخلاص نیت ہی کافی نہیں بلکہ صحیح راستہ پر ہونا ضروری ہے	〃

مضمون	صفحہ
آیات ۵۰ تا ۵۳ ولو تریٰ اذ یتوفی الذین کفروا الملائکۃ	۲۵۹
عطاء نعمت خداوندی کی بنا پر اور بقاء نعمت نیک اعمال کی وجہ سے ہوتی ہے	۲۶۲
آیات ۵۴ تا ۵۸ کداب آل فرعون والذین من قبلہم	۲۶۴
اسلامی سیاست کا پہلا قدم اسلامی قومیت ہے	۲۶۷
اسلامی سیاست کا دوسرا قدم معاہدۂ یہود	〃
معاہدۂ صلح کو ختم کرنے کی صورت	۲۶۹
ایفائے عہد کا ایک واقعہ	۲۷۰
آیات ۵۹ تا ۶۲ ولا یحسبن الذین کفروا سبقوا	〃
جہاد کیلئے اسلحہ اور سامان حرب کی تیاری فرض ہے	۲۷۲
صلح کے احکام اور اس کے متعلقات کا بیان	۲۷۴
آیات ۶۳ تا ۶۶ والف بین قلوبہم	۲۷۵
مسلمانوں کا باہمی اتفاق اطاعت خداوندی پر موقوف ہے	۲۷۸
آیات ۶۷ تا ۶۹ ماکان لنبی ان یکون لہ اسریٰ	۲۸۱
رحمۃ للعالمین کی خاص شان	۲۸۴
چند مسائل	۲۸۶
جنگی قیدیوں کے بارے میں چار اختیارات	۲۸۷
آیات ۷۰ تا ۷۱ یا ایہا النبی قل لمن فی ایدیکم من الاسریٰ	۲۸۸
آیات ۷۲ تا ۷۵ ان الذین آمنوا	۲۹۱

مضمون	صفحہ
ہجرت کے وہ احکام جن کا تعلق مہاجر مسلمانوں کی وراثت سے ہے	۲۹۴
قانون میراث کا ایک جامع ضابطہ	۳۰۰
سورۃ توبہ	۳۰۲
آیات ۱ تا ۵ براءۃ من اللہ ورسولہ الی الذین عاہدتم	؍؍
سورۃ براءۃ کے شروع میں بسم اللہ نہ لکھنے کی وجہ	۳۰۵
چند واقعات متعلقہ شانِ نزول	۳۰۷
فتح مکہ پر مغلوب دشمنوں کے ساتھ کریمانہ سلوک	۳۰۹
فتح مکہ کے وقت مشرکین کی چار قسمیں	۳۰۹
کفار سے معاہدات ختم ہوجانے پر بھی انکو مہلت دینے کا کریمانہ سلوک	۳۱۱
کفار سے معاہدہ ختم کیا جائے تو اعلانِ عام اور سب کو ہوشیار خبردار کئے بغیر ان کے خلاف کوئی عمل درست نہیں	؍؍
مذکورہ پانچ آیات کے متعلق چند مسائل اور فوائد	۳۱۲
کفار سے عفو و درگذر کے ساتھ ان کے شر سے احتیاط	۳۱۳
آیات ۶ تا ۱۱ وان احد من المشرکین استجارک	۳۱۵
حقانیت اسلام کو دلائل کیساتھ سمجھانا علماء دین کا فرض ہے۔	۳۱۸
غیر ملکی غیر مسلم کو ضرورت سے زائد دارالاسلام میں ٹھہرنے کی اجازت نہ دی جائے	؍؍
کفار کے مقابلہ میں بھی سچائی	۳۱۹
پر قائم رہنے اور ان کے متعلق مبالغہ آمیزی سے پرہیز کرنے کی تعلیم	
اسلامی برادری میں داخل ہونے کی تین شرطیں	۳۲۰
آیات ۱۲ تا ۱۶ وان نکثوا ایمانہم من بعد عہدہم	۳۲۱
دارالاسلام میں غیر مسلم ذمیوں کو اسلام پر علمی تنقید کی تو اجازت ہے مگر طعن و تشنیع کی نہیں	۳۲۴
آیات ۱۷ تا ۱۸ ما کان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللہ	۳۲۶
مخلص مسلمان کی دو علامتیں	۳۲۷
کسی غیر مسلم کو ہمراز دوست بنانا درست نہیں	؍؍
مسجد حرام اور دوسری مساجد کو عباداتِ باطلہ سے پاک کرنا	۳۲۸
بعض مسائل متعلقہ آیت	۳۳۰
آیات ۱۹ تا ۲۳ اجعلتم سقایۃ الحاج	۳۳۱
آیات کا شانِ نزول اور متعلقہ واقعات	۳۳۳
ذکر اللہ جہاد سے افضل ہے	۳۳۵
عمل کی افضلیت حالات کے تابع ہوتی ہے	؍؍
چند فوائد اور مسائل	۳۳۷
اصل رشتہ اسلام و ایمان کا رشتہ ہے نسبی وطنی تعلقات سب اس پر قربان ہیں	۳۳۸
آیت ۲۴ قل ان کان آباؤکم و ابناؤکم واخوانکم	؍؍
آیت کا شانِ نزول	۳۳۹
مسائل متعلقہ ہجرت	۳۴۰
اللہ کی اور رسول کی محبت کا سامان دنیا کی محبت سے زیادہ ہونا شرط ایمان ہے	؍؍
آیات ۲۵ تا ۲۷ لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ	۳۴۲
غزوۂ حنین کے متعلق چند واقعات	۳۴۴
حنین کی فتح اور ہوازن و ثقیف کے سرداروں کا مسلمان ہوکر حاضر ہونا اور قیدیوں کی واپسی	۳۴۹
حقوق کے معاملہ میں رائے عامہ معلوم کرنے کیلئے عوامی جلسوں کی آواز کافی نہیں ہر ایک سے علیحدہ رائے معلوم کرنی چاہئے	۳۵۰
احکام و مسائل	۳۵۱
مفتوح کفار کے اموال میں عدل و انصاف اور احتیاط	؍؍
آیت ۲۸ یا ایہا الذین آمنوا انما المشرکون نجس	۳۵۲
مشرکین کو مسجد حرام میں داخلہ کی ممانعت	۳۵۴
آیات ۲۹ تا ۳۰ قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ	۳۵۷
آیۃ جہاد میں اہل کتاب کی تخصیص کیوں	۳۵۹
جزیہ کے معنی کی تحقیق	۳۶۰
آیات ۳۱ تا ۳۵ اتخذوا احبارہم ورہبانہم	۳۶۲
یہود و نصاریٰ کے علماء و زہاد کی گمراہی	۳۶۵
زکوٰۃ نکالنے کے بعد جو مال باقی رہے اس کا جمع کرنا کوئی گناہ نہیں	۳۶۷
آیات ۳۶ تا ۳۷ ان عدۃ الشہور عند اللہ اثنا عشر	۳۶۸
جاہلیت کی رسوم بد سے اجتناب کی ہدایت	۳۷۰
احکام و مسائل	۳۷۳

مضمون	صفحہ
آیات ۳۸ تا ۴۲ یا ایہا الذین آمنوا ما لکم اذا قیل لکم	۳۷۴
غزوۂ تبوک کا بیان اور متعلقہ احکام و ہدایات	۳۷۶
کلمہ پڑھنے والوں کے حالات	۳۷۷
دنیا کی محبت اور آخرت سے غفلت تمام جرائم کی بنیاد ہے۔	۳۷۸
آیات ۴۳ تا ۵۲ عفا اللہ عنک لم اذنت لہم	۳۸۱
منافقین کے اعذار اور متعلقہ احکام و مسائل	۳۸۴
عذر معقول اور نامعقول میں امتیاز	۳۸۵
اعتقادِ تقدیر استعمالِ تدبیر کے ساتھ ہونا چاہئے۔	۳۸۸
آیات ۵۳ تا ۵۹ قل انفقوا طوعاً او کرہاً	۳۸۹
کیا صدقات کا مال کافر کو دیا جا سکتا ہے	۳۹۲
آیت ۶۰ انما الصدقات للفقراء والمساکین	؍؍
مصارف الصدقات	۳۹۳
زکوٰۃ غیر مسلموں کو دینی جائز نہیں	۳۹۶
(فائدہ) عامل اور موجودہ دور کے مدارس کے سفیر میں فرق	۳۹۹
ایک اور سوال، عبادت پر اجرت	؍؍
ایک عظیم فائدہ	۴۰۲
فی الرقاب کی تفسیر میں اختلاف	۴۰۵
مدارس و مساجد کی تعمیر زکوٰۃ سے نہیں ہوسکتی۔	۴۰۷
مسئلہ تملیک	۴۰۹
ادائے زکوٰۃ کے متعلق بعض اہم مسائل	۴۱۱
آیات ۶۱ تا ۶۶ ومنہم الذین یؤذون النبی	۴۱۳
منافقین کے بیہودہ اعتراضات	۴۱۶
آیات ۶۷ تا ۷۰ المنافقون والمنافقات بعضہم من بعض	۴۱۷
آیات ۷۱ تا ۷۳ والمؤمنون والمؤمنات بعضہم اولیاء بعض	۴۲۰
مؤمنین مخلصین کے حالات اور ان کے درجات	۴۲۱
تنبیہ	۴۲۲
آیات ۷۴ تا ۷۸ یحلفون باللہ ما قالوا	۴۲۳
آیت کا شانِ نزول	۴۲۵
فائدہ	۴۲۸
مسئلہ	؍؍
آیات ۷۹ تا ۸۰ الذین یلمزون المطوعین	۴۲۹
آیات ۸۱ تا ۸۳ فرح المخلفون بمقعدہم	۴۳۰
منافقین کا نام مجاہدینِ اسلام کی فہرست سے خارج کردینا	۴۳۲
آیۃ ۸۴ ولا تصل علیٰ احد منہم	۴۳۳
واقعہ مذکورۃ پر چند اشکالات اور ان کے جواب	۴۳۵
چند مسائل	۴۳۷
آیات ۸۵ تا ۸۹ ولا تعجبک اموالہم واولادہم	؍؍
آیۃ وجاء المعذرون من الاعراب	۴۳۹
آیات ۹۱ تا ۹۳ لیس علی الضعفاء ولا علی المرضیٰ	۴۴۰
مخلصین مؤمنین کا ذکر جو حقیقۃً معذور تھے	۴۴۲
آیات ۹۴ تا ۹۶ یعتذرون الیکم اذا رجعتم	۴۴۳
تین احکام کا ذکر	۴۴۴
آیات ۹۷ تا ۹۹ الاعراب اشد کفراً ونفاقاً	۴۴۵
آیۃ ۱۰۰ والسٰبقون الاولون من المہاجرین	۴۴۸
صحابۂ کرام سب کے سب جنتی ہیں	۴۴۹
تنبیہ	۴۵۰
آیۃ ۱۰۱ وممن حولکم الخ	؍؍
آیات ۱۰۲ تا ۱۰۶ وآخرون اعترفوا الخ	۴۵۱
نیک بد ملے جلے عمل کیا تھے	۴۵۴
اچھے برے مخلوط عمل والے سب اسی میں داخل ہیں	۴۵۵
مسلمانوں کے صدقات زکوٰۃ وغیرہ وصول کرنا اور ان کے مصرف پر خرچ کرنا اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے۔	۴۵۵
زکوٰۃ حکومت کا ٹیکس نہیں بلکہ عبادت ہے	۴۵۷
ایک سوال اور اس کا جواب	؍؍
آیات ۱۰۷ تا ۱۱۰ واتخذوا مسجداً ضراراً	۴۵۸
ابو عامر راہب کی سازش	۴۶۱
مسئلہ	۴۶۴
فائدہ	؍؍
آیات ۱۱۱ تا ۱۱۲ ان اللہ اشتریٰ من المؤمنین	۴۶۵
ربطِ آیات و شانِ نزول	۴۶۶
آیات ۱۱۳ تا ۱۱۴ ما کان للنبی والذین آمنوا	۴۶۹

مضمون	صفحہ
شانِ نزول آیتِ مبارکہ	۴۷۱
آیات ۱۱۵ تا ۱۱۶ وما کان اللہ لیضل قوماً	۴۷۲
آیات ۱۱۷ تا ۱۱۹ لقد تاب اللہ علی النبی والمہٰجرین	۴۷۳
سوال و جواب	۴۷۵
حضرت کعب بن مالکؓ کا جہاد سے تخلف اور اس سلسلہ میں احادیث صحیحہ	۴۷۷
فوائد متعلقہ حدیث مذکور	۴۸۳
آیات ۱۲۰ تا ۱۲۱ ما کان لاھل المدینۃ ومن حولہم	۴۸۵
آیۃ ۱۲۲ وما کان المؤمنون الخ	۴۸۶
طلب علم دین کا فرض ہونا مع آداب	۴۸۸
علم دین کے فرض عین اور فرض کفایہ کی تفصیل	۴۸۹
علم تصوف بھی فرض عین میں داخل ہے۔	〃
فرض کفایہ اور علم دین کا نصاب	۴۹۰
علم دین حاصل کرنے کے بعد عالم کے فرائض	۴۹۱
آیات ۱۲۳ تا ۱۲۷ یا ایہا الذین آمنوا قاتلوا الذین یلونکم	۴۹۳
قریبی کفار سے پہلے جہاد کیا جائے	۴۹۴
آیات ۱۲۸ تا ۱۲۹ لقد جاءکم رسول من انفسکم	۴۹۵
سورۂ یونس	۴۹۷
آیات ۱ تا ۴ الٓرٰ تلک آیٰت الکتٰب الحکیم	〃
حروفِ مقطعات کی معانی کی تحقیق	۴۹۹
خدا تعالیٰ کی صفات ید، وجہ، اور ساق وغیرہ کی تحقیق	۵۰۲
آیات ۵ تا ۶ ہو الذی جعل الشمس الخ	۵۰۳

مضمون	صفحہ
ضیاء اور نور کے معانی کی تحقیق	۵۰۴
قمری حساب کا باقی رکھنا مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے۔	۵۰۷
آیات ۷ تا ۱۰ ان الذین لا یرجون لقاءنا	۵۰۸
سبحٰنک اللّٰہم پر سوال و جواب	۵۱۱
احکام و مسائل	۵۱۳
آیات ۱۱ تا ۱۷ ولو یعجل اللہ للناس الشر	〃
اہم فائدہ	۵۲۰
آیات ۱۸ تا ۲۰ ویعبدون من دون اللہ	〃
کافر و مسلم دو قومیں الگ الگ ہیں نسلی اور وطنی قومیت لغو ہے	۵۲۲
آیات ۲۱ تا ۲۴ واذا اذقنا الناس رحمۃ	〃
آیات ۲۵ تا ۳۲ واللہ یدعوا الی دار السلام	۵۲۵
جنت کے سوا کسی گھر کا نام... دار السلام رکھنا درست نہیں	۵۲۹
مسائل و فوائد	۵۳۱
آیات ۳۳ تا ۳۶ کذلک حقت کلمۃ ربک	〃
آیات ۳۷ تا ۴۰ وما کان ہٰذا القرآن الخ	۵۳۳
آیات ۴۱ تا ۴۴ وان کذبوک الخ	۵۳۴
آیات ۴۵ تا ۵۶ ویوم یحشرہم الخ	۵۳۵
آیات ۵۷ تا ۶۱ یا ایہا الناس الخ	۵۳۹
قرآن مجید کی چار خصوصیات	۵۴۲
آیاتِ قرآنی کے خواص	۵۴۳

مضمون	صفحہ
فائدہ	۵۴۵
آیات ۶۲ تا ۶۴ الا ان اولیاء اللہ الخ	〃
چند اہم باتوں کا بیان اولیاء اللہ کے بارے میں	۵۴۶
ولایتِ خاصہ کے درجات بیشمار ہیں	۵۴۹
درجۂ ولایت حاصل کرنے کے تین اجزاء	۵۵۰
اولیاء کی علامت اور پہچان	〃
آیات ۶۵ تا ۶۶ ولا یحزنک قولہم ان العزۃ للّٰہ	۵۵۱
آیات ۶۷ تا ۷۰ ہو الذی جعل لکم الیل لتسکنوا فیہ	۵۵۲
آیات ۷۱ تا ۷۳ واتل علیہم الخ	۵۵۳
آیت ۷۴ ثم بعثنا من بعدہ الخ	۵۵۵
آیات ۷۵ تا ۸۲ ثم بعثنا من بعدہم الخ	〃
آیات ۸۳ تا ۸۶ فما آمن لموسیٰ الخ	۵۵۷
آیات ۸۷ تا ۹۱ واوحینا الی موسیٰ واخیہ الخ	۵۵۸
بنی اسرائیل و قوم فرعون سے متعلقہ احکام	۵۶۰
غرغرۂ موت سے کونسا وقت مراد ہے	۵۶۴
آیات ۹۲ تا ۹۸ فالیوم ننجیک الخ	۵۶۵
دنیا کا عذاب سامنے آجانے پر توبہ کا دروازہ بند نہیں ہوتا۔	۵۶۹
حضرت یونس علیہ السلام کے واقعہ میں بعض معاصرین کی غلطی اور اس کی تحقیق	۵۷۰
حضرت یونسؑ کا مفصل واقعہ	۵۷۵
آیات ۹۹ تا ۱۰۰ ولو شاء ربک الخ	۵۷۷

مضمون	صفحہ
آیات ۱۰۱ تا ۱۰۳ قل انظروا الخ	۵۷۸
آیات ۱۰۴ تا ۱۰۷ قل یا ایہا الناس الخ	۵۷۹
آیات ۱۰۸ و ۱۰۹ قل یا ایہا الناس الخ	۵۸۰
سورۂ ہود	۵۸۲
آیات ۱ تا ۵ الٓرٰ کتٰب احکمت الخ	〃
آیات ۶ تا ۸ وما من دابۃ الخ	۵۸۸
رزق کی خدائی ذمہ داری پر ایک سوال اور جواب	۵۹۰
وما من دابۃ کا شانِ نزول	۵۹۱
ساری مخلوق کو رزق رسانی کا عجیب و غریب نظام	۵۹۲
آسمان و زمین اور رات دن سے مراد اور انکو تدریجاً بنانے میں حکمت	۵۹۳
آیات ۹ تا ۱۴ ولئن اذقنا الخ	۵۹۴
آیات ۱۵ تا ۱۷ من کان یرید الخ	۶۰۱
آیات ۱۸ تا ۲۴ ومن اظلم الخ	۶۰۶
آیات ۲۵ تا ۳۵ ولقد ارسلنا الخ	۶۰۸
حضرت نوح علیہ السلام اور انکی قوم کا مکالمہ	۶۱۳
آیات ۳۶ تا ۴۰ واوحی الی نوح	۶۱۷
نوح علیہ السلام کو کشتی سازی کی تعلیم	۶۲۰
تمام ضروری صنعتوں کی ابتداء وحی سے	〃
لفظ تنور کی تحقیق	۶۲۲

مضمون	صفحہ
آیات ۴۱ تا ۴۴ وقال ارکبوا الخ	۶۲۳
کشتیوں اور دوسری سواریوں پر سوار ہونے کے آداب	۶۲۵
ہر سواری کا چلنا اور ٹھہرنا صرف اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہے۔	۶۲۵
آیات ۴۵ تا ۴۹ ونادیٰ نوح الخ	۶۲۸
کافر اور ظالم کیلئے دعا جائز نہیں	۶۳۱
مؤمن و کافر میں رشتۂ اخوت نہیں	〃
ہر ملکی وطنی یا نسبی بنیاد پر قومیت کی تعمیر اصولِ اسلام سے بغاوت ہے	
آیات ۵۰ تا ۶۸ والی عاد اخاہم ہودا	۶۳۴
حضرت ہود علیہ السلام کی دعوت دین کی تین اصولی باتیں	۶۴۰
وعظ و نصیحت اور دعوت دین پر اجرت	۶۴۱
آیات ۶۹ تا ۷۳ ولقد جاءت رسلنا ابراہیم بالبشریٰ	۶۴۳
حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ	۶۴۶
احکام و مسائل	۶۴۷
سنتِ سلام	۶۴۸
مہمانی اور مہمان داری کے چند اصول	〃

مضمون	صفحہ
آیات ۷۴ تا ۸۳ فلما ذہب عن ابراہیم الروع	۶۴۹
آیات ۸۴ تا ۹۵ والی مدین اخاہم شعیباً	۶۵۶
فائدہ	۶۶۱
دعوت کے مؤثر ہونے میں داعی کا عمل	۶۶۳
ناپ تول میں کمی کا مسئلہ	۶۶۴
آیات ۹۶ تا ۱۰۱ ولقد ارسلنا الخ	۶۶۵
آیات ۱۰۲ تا ۱۱۱ وکذٰلک اخذ	۶۶۶
آیات ۱۱۲ تا ۱۱۳ فاستقم کما امرت	۶۶۸
استقامت کا مفہوم اور اہم فوائد و مسائل	۶۷۰
آیات ۱۱۴ تا ۱۲۳ واقم الصلوٰۃ الخ	۶۷۳
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتِ شان	۶۷۶
کبیرہ گناہوں کی تفصیل حدیث کی	۶۷۸
صبر کے لغوی اور اصطلاحی معنی	〃
اختلاف محمود و مذموم	۶۸۰

تمت

خلاصۂ تفسیر کے متعلق ضروری تنبیہ

"معارف القرآن" میں خلاصۂ تفسیر سیدی حکیم الامۃ تھانوی قدس سرہ کی تفسیر "بیان القرآن" سے بعینہٖ لیا گیا ہے، لیکن اس کے بعض مواقع میں خالص علمی اصطلاحات آئی ہیں جن کا سمجھنا عوام کے لئے مشکل ہے، احقر نے برعایتِ عوام اکثر ایسے الفاظ کی تسہیل کر کے لکھ دیا ہے، اور جو مضمون بھی خالص علمی تھا اس کو "معارف و مسائل" کے عنوان میں لیکر سہل انداز میں لکھ دیا ہے۔ واللہ المستعان

بندہ محمد شفیع

معارف القرآن جلد چہارم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بقیہ سُورۂ اَعراف

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَ

اور نہیں بھیجا ہم نے کسی بستی میں کوئی نبی کہ نہ پکڑا ہو ہم نے وہاں کے لوگوں کو سختی اور

الضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُوْنَ ﴿۹۴﴾ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ

تکلیف میں تاکہ وہ گڑگڑائیں پھر بدل دی ہم نے برائی کی جگہ بھلائی

حَتّٰى عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً

یہاں تک کہ وہ بڑھ گئے اور کہنے لگے کہ پہنچتی رہی ہے ہمارے باپ دادوں کو بھی تکلیف اور خوشی پھر پکڑا ہم نے

وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۹۵﴾ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا

ان کو ناگہاں اور ان کو خبر نہ تھی اور اگر بستیوں والے ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے تو ہم کھول دیتے

عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ

ان پر نعمتیں آسمان اور زمین سے لیکن جھٹلایا انہوں نے پس پکڑا ہم نے ان کو

بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۹۶﴾ اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا

ان کے اعمال کے بدلے اب کیا بے ڈر ہیں بستیوں والے اس سے کہ آ پہنچے ان پر آفت ہماری

بَيَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿۹۷﴾ اَوَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا

راتوں رات جب سوتے ہوں یا بے ڈر ہیں بستیوں والے اس بات سے کہ آ پہنچے ان پر عذاب ہمارا

ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ ﴿۹۸﴾ اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ

دن چڑھے جب کھیلتے ہوں کیا بے ڈر ہو گئے اللہ کے داؤ سے ، سو بے ڈر نہیں ہوتے اللہ کے

ع ۱۲ ۲ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۹۹﴾ ع

داؤ سے مگر خرابی میں پڑنے والے ۔

خلاصۂ تفسیر

اور ہم نے (ان مذکورہ اور ان کے علاوہ اور بھی دوسری بستیوں میں سے) کسی بستی میں

کوئی نبی نہیں بھیجا کہ وہاں کے رہنے والوں کو (اس نبی کے نہ ماننے پر اول اول تنبیہ نہ کی ہو اور تنبیہ کی غرض سے ان کو) ہم نے محتاجی اور بیماری میں نہ پکڑا ہو تاکہ وہ ڈھیلے پڑ جائیں (اور اپنے کفر و تکذیب سے توبہ کریں) پھر (جب اس سے متنبہ نہ ہوئے تو استدراجاً یا اس غرض سے کہ مصیبت کے بعد جو نعمت ہوتی ہے اس کی زیادہ قدر ہوتی ہے اور نعمت دینے والے کی آدمی بالطبع اطاعت کرنے لگتا ہے) ہم نے اس بدحالی کی جگہ خوش حالی بدل دی یہاں تک کہ ان کو (غنی اور صحت کے ساتھ مال و اولاد میں) خوب ترقی ہوئی اور (اس وقت براہ کج فہمی) کہنے لگے کہ (وہ پہلی مصیبت ہم پر کفر و تکذیب کے سبب نہ تھی ورنہ پھر خوش حالی کیوں ہوتی بلکہ یہ اتفاقات زمانہ سے ہے چنانچہ) ہمارے آباؤ اجداد کو بھی (یہ دو حالتیں کبھی) تنگی اور (کبھی) راحت پیش آئی تھیں (اسی طرح ہم پر یہ حالتیں گزر گئیں جب وہ اس بھول میں پڑ گئے) تو (اس وقت) ہم نے ان کو دفعۃً (عذاب مہلک میں) پکڑ لیا اور ان کو (اس عذاب کے آنے کی) خبر بھی نہ تھی (یعنی گو ان کو انبیاء نے خبر کی تھی مگر چونکہ وہ اس خبر کو غلط سمجھتے تھے اور عیش و آرام میں بھولے ہوئے تھے اس لئے ان کو گمان نہ تھا اور (ہم نے جو ان کو عذاب مہلک میں پکڑا تو اس کا سبب صرف ان کا کفر اور مخالفت تھی ورنہ) اگر ان بستیوں کے رہنے والے (پیغمبروں پر) ایمان لے آتے اور (ان کی مخالفت سے) پرہیز کرتے تو ہم (بجائے ارضی و سماوی آفات کے) ان پر آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے (یعنی آسمان سے بارش اور زمین سے پیداوار ان کو برکت کے ساتھ عطا فرماتے اور گو اس ہلاکت سے پہلے ان کو خوش حالی ایک حکمت کے لئے دی گئی لیکن اس خوش حالی میں اس لئے برکت نہ تھی کہ آخر وہ وبالِ جان ہو گئی بخلاف ان نعمتوں کے جو ایمان و اطاعت کے ساتھ ملتی ہیں کہ ان میں یہ خیر و برکت ہوتی ہے کہ وہ وبال کبھی نہیں ہوتیں نہ دنیا میں نہ آخرت میں، حاصل یہ کہ اگر وہ ایمان و تقویٰ اختیار کرتے تو ان کو بھی یہ برکتیں دیتے) لیکن انہوں نے تو (پیغمبروں کی) تکذیب کی تو ہم نے (بھی) ان کے اعمال (بد) کی وجہ سے ان کو عذاب مہلک میں پکڑ لیا (جس کو اوپر اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً سے تعبیر فرمایا ہے آگے کفارِ موجودین کو عبرت دلاتے ہیں) کیا (ان قصص کو سن کر) پھر بھی ان (موجودہ) بستیوں کے رہنے والے (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ نبوت میں موجود ہیں) اس بات سے بے فکر ہو گئے ہیں کہ ان پر (بھی) ہمارا عذاب شب کے وقت آ پڑے جس وقت وہ پڑے سوتے ہوں اور کیا ان (موجودہ) بستیوں کے رہنے والے (باوجود کفر و تکذیب کے جو کہ کفارِ سابقین کے ہلاک کا سبب تھا) اس بات سے بے فکر ہو گئے ہیں کہ (انہی سابقین کی طرح) ان پر ہمارا عذاب دن دوپہر آ پڑے جس وقت کہ وہ اپنے لایعنی قصوں میں مشغول ہوں (مراد اس سے دنیوی کاروبار ہیں) ہاں تو کیا اللہ تعالیٰ کی اس (ناگہانی) پکڑ سے (جس کا اوپر بیان ہوا ہے) بے فکر ہو گئے سو (سمجھ رکھو کہ) خدا تعالیٰ

کی پکڑ سے بجز ان کے جن کی شامت ہی آ گئی ہو اور کوئی بے فکر نہیں ہوتا۔

مَعَارِفْ و مَسَائِل

پچھلے انبیاء علیہم السلام اور ان کی قوموں کی تاریخ اور ان کے عبرتناک حالات و واقعات میں سے جن کا سلسلہ کئی رکوع پہلے سے چل رہا ہے، یہاں تک پانچ حضرات انبیاء کے قصص کا بیان ہوا ہے، چھٹا قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم بنی اسرائیل کا ہے جو تفصیل کے ساتھ نو آیتوں کے بعد آنے والا ہے۔

یہ بات پہلے بیان ہو چکی ہے کہ قرآن کریم تاریخ عالم اور اقوامِ عالم کے حالات بیان کرتا ہے مگر اسلوب بیان یہ رہتا ہے کہ عام تاریخی کتابوں اور قصے کہانیوں کی کتابوں کی طرح کسی قصہ کو ترتیب اور تفصیل کے ساتھ لانے کے بجائے ہر مقام کے مناسب کسی قصہ کا ایک حصہ بیان کیا جاتا ہے اس کے ساتھ اس سے حاصل ہونے والے عبرت آموز نتائج ذکر کئے جاتے ہیں، اسی طریق پر یہاں ان پانچ قصوں کے بیان کے بعد ان آیات میں جو اوپر لکھی گئی ہیں کچھ تنبیہات مذکور ہیں۔

پہلی آیت میں ارشاد فرمایا کہ قوم نوح علیہ السلام اور عاد و ثمود کے ساتھ جو واقعات پیش آئے وہ انہی کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ شانہ کی عام عادت یہی ہے کہ قوموں کی ہدایت اور ان کی صلاح و فلاح کے لئے انبیاء علیہم السلام کو بھیجتے ہیں، جو لوگ ان کی نصیحت پر کان نہیں دھرتے تو اول ان کو دنیا کی مصائب و تکالیف میں مبتلا کر دیا جاتا ہے تاکہ تکلیف و مصیبت ان کا رُخ اللہ تعالیٰ کی طرف پھیر دیں کیونکہ انسان کو فطرۃً مصیبت کے وقت خدا ہی یاد آتا ہے، اور یہ ظاہری تکلیف و مصیبت درحقیقت رحمٰن و رحیم کی رحمت و عنایت ہوتی ہے جیسا مولانا رومیؒ نے فرمایا ہے ؎

خلق را با تو چنین بدخو کنند تا ترا ناچار رو آن سو کنند

آیت مذکورہ میں اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُوْنَ کا یہی مطلب ہے، بُؤس اور بَأْساء کے معنی فقر و فاقہ اور ضُرّ و ضَرّاء کے معنی بیماری و مرض کے آتے ہیں۔ قرآن مجید میں یہ لفظ جابجا اسی معنی میں آیا ہے، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اس کے یہی معنی بیان فرمائے ہیں بعض اہل لغت نے کہا ہے کہ بؤس اور بأساء مالی نقصان کے لئے بولا جاتا ہے اور ضُرّ و ضَرّاء جانی نقصان کے لئے، اس کا حاصل بھی یہی ہے۔

مطلب آیت کا یہ ہے کہ جب کبھی ہم کسی قوم کی طرف اپنے رسول بھیجتے ہیں اور وہ ان کی بات نہیں مانتے تو ہماری عادت یہ ہے کہ اول ان کو دنیا ہی میں مالی اور جانی تنگی و بیماری وغیرہ میں مبتلا کر دیتے ہیں تاکہ وہ کچھ ڈھیلے ہو جائیں اور انجام پر نظر کر کے اللہ کی طرف رجوع ہوں۔ اس کے بعد دوسری

آیت میں فرمایا ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا، اس میں سیئۃ سے مراد وہ فقر وفاقہ یا بیماری کی بدحالی ہے جس کا ذکر اوپر آیا اور حسنہ سے مراد اس کے بالمقابل مال میں وسعت وفراخی اور بدن میں صحت وسلامت ہے اور لفظ عَفَوْا، عفو سے بنا ہے جس کے ایک معنی بڑھنے اور ترقی کرنے کے بھی ہیں، کہا جاتا ہے عَفَا النبات گھاس یا درخت بڑھ گئے، عَفَا الشحم والوبر جانور کی چربی اور بال بڑھ گئے، اسی معنی سے اس جگہ عَفَوْا کے معنی ہیں بڑھ گئے اور ترقی کر گئے۔

مطلب یہ ہے کہ پہلا امتحان ان لوگوں کو فقر وفاقہ اور بیماری وغیرہ میں مبتلا کر کے لیا گیا تھا جب اس میں ناکامیاب ہوئے یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع نہ ہوئے تو دوسرا امتحان اس طرح لیا گیا کہ ان کے فقر وفاقہ کے بجائے مال ودولت کی وسعت اور بیماری کے بجائے صحت وسلامت ان کو عطا کر دی گئی یہاں تک کہ وہ خوب بڑھ گئے اور ہر چیز میں ترقی کر گئے، اس امتحان کا حاصل یہ تھا کہ مصیبت کے بعد راحت اور دولت ملنے پر وہ شکر گزار ہوں اور اس طرح وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں لیکن یہ غفلت شعار مادی راحتوں میں اور لذتوں میں بدمست اس سے بھی ہوشیار نہ ہوئے بلکہ یہ کہنے لگے کہ وَقَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ، یعنی یہ کوئی نئی بات نہیں اور نہ یہ کسی اچھے یا بُرے عمل کا نتیجہ ہے بلکہ زمانہ کی عادت ہی یہی ہے کہ کبھی راحت کبھی رنج کبھی بیماری کبھی صحت کبھی تنگی کبھی فراخی ہوا ہی کرتی ہے، ہمارے باپ دادوں کو بھی ایسے ہی حالات پیش آئے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ پہلا امتحان تکلیف ومصیبت کے ذریعہ کیا گیا اس میں ناکام ہوئے، دوسرا امتحان راحت ودولت سے کیا گیا اس میں ناکام رہے اور کسی طرح اپنی گمراہی سے باز نہ آئے تب اچانک عذاب میں پکڑے گئے، فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ، بَغْتَةً کے معنی اچانک۔ مطلب یہ ہے کہ جب یہ لوگ دونوں قسم کی آزمائشوں میں ناکام رہے اور ہوش میں نہ آئے تو پھر ہم نے اُن کو اچانک اس طرح عذاب میں پکڑ لیا کہ ان کو اس کی خبر بھی نہ تھی۔

تیسری آیت میں ارشاد فرمایا وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ، یعنی اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور نافرمانی سے پرہیز کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے لیکن انہوں نے تکذیب کی تو ہم نے ان کو ان کے اعمال کی وجہ سے پکڑ لیا۔

برکت کے لفظی معنی زیادتی کے ہیں، آسمان اور زمین کی برکتوں سے مراد یہ ہے کہ ہر طرح کی بھلائی ہر طرف سے ان کے لئے کھول دیتے، آسمان سے پانی ضرورت کے مطابق وقت پر برستا، زمین سے ہر چیز خواہش کے مطابق پیدا ہوتی، پھر ان چیزوں سے نفع اٹھانے اور راحت حاصل کرنے کے سامان جمع کر دیئے جاتے کہ کوئی پریشانی اور فکر لاحق نہ ہوتی جس کی وجہ سے بڑی سے بڑی نعمت مکدر ہو جاتی

ہے، ہر چیز میں برکت یعنی زیادتی ہوتی۔

پھر برکت کا ظہور دنیا میں دو طرح سے ہوتا ہے کبھی تو اصل چیز واقع میں بڑھ جاتی ہے جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں ایک معمولی برتن کے پانی سے پورے قافلہ کا سیراب ہونا، یا تھوڑے سے کھانے سے ایک مجمع کا شکم سیر ہو جانا روایات صحیحہ میں مذکور ہے، اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اگرچہ ظاہری طور پر اس چیز میں کوئی زیادتی نہیں ہوئی مقدار اتنی ہی رہی جتنی تھی لیکن اس سے کام اتنے نکلے جتنے اس سے دوگنی چوگنی چیز سے نکلتے، اور اس کا مشاہدہ عام طور سے کیا جاتا ہے کہ کوئی برتن کپڑا گھر یا گھر کا سامان ایسا مبارک ہوتا ہے کہ اس سے عمر بھر آدمی راحت اٹھاتا ہے اور وہ پھر بھی قائم رہتا ہے، اور بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ بناتے ہی ٹوٹ گئیں یا سالم بھی رہیں مگر ان سے نفع اٹھانے کا موقع ہاتھ نہ آیا یا نفع بھی اٹھایا لیکن پورا نفع نہ اٹھا سکے۔

اور یہ برکت انسان کے مال میں بھی ہوتی ہے جان میں بھی، کام میں بھی اور وقت میں بھی، بعض مرتبہ ایک لقمہ ایسا ہوتا ہے کہ انسان کی قوت وصحت کا سبب بن جاتا ہے اور بعض اوقات بڑی سے بڑی طاقتور غذا اور دوا کام نہیں دیتی، اسی طرح بعض وقت میں برکت ہوتی ہے تو ایک گھنٹہ میں اتنا کام ہو جاتا ہے کہ دوسرے اوقات میں چار گھنٹوں میں بھی نہیں ہوتا، ان سب صورتوں میں اگرچہ مقدار کے اعتبار سے نہ مال بڑھا ہے نہ وقت مگر برکت کا ظہور اس طرح ہوا کہ اس سے کام بہت نکلے۔

اس آیت نے یہ بات واضح کر دی کہ آسمان اور زمین کی کل مخلوقات وموجودات کی برکات ایمان اور تقویٰ پر موقوف ہیں ان کو اختیار کیا جائے تو آخرت کی فلاح کے ساتھ دنیا کی فلاح وبرکات بھی حاصل ہوتے ہیں اور ایمان وتقویٰ کو چھوڑنے کے بعد ان کی برکات سے محرومی ہو جاتی ہے، آج کی دنیا کے حالات پر غور کیا جائے تو یہ بات ایک محسوس حقیقت بن کر سامنے آجاتی ہے کہ آج کل ظاہری طور پر زمین کی پیداوار بہ نسبت پہلے کے بہت زائد ہے اور استعمالی اشیاء کی بہتات اور نئی نئی ایجادات تو اس قدر ہیں کہ پچھلی نسلوں کو ان کا تصور بھی نہ ہو سکتا تھا مگر اس تمام ساز وسامان کی بہتات اور فراوانی کے باوجود آج کا انسان سخت پریشان بیمار تنگدست نظر آتا ہے، آرام وراحت اور امن واطمینان کا کہیں وجود نہیں، اس کا سبب اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے کہ سامان سارے موجود اور بکثرت موجود ہیں مگر ان کی برکت مٹ گئی ہے۔

یہاں ایک یہ بات بھی قابل نظر ہے کہ سورۂ انعام کی ایک آیت کے اندر کفار وفجار کے بارے میں آیا ہے فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ، یعنی جب ان لوگوں نے احکام خداوندی کو بھلا دیا تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے، اور پھر اچانک ان کو عذاب میں پکڑ لیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں ہر چیز کے دروازے کسی پر کھل جانا کوئی حقیقی انعام نہیں بلکہ وہ ایک طرح کا قہر الٰہی بھی ہو سکتا ہے۔ اور یہاں یہ بتلایا گیا ہے کہ اگر ایمان وتقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان وزمین کی برکات کھول

دیتے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ برکاتِ آسمان و زمین اللہ تعالیٰ کے انعامات اور اس کی رضا کی علامات ہیں۔

بات یہ ہے کہ دنیا کی نعمتیں اور برکتیں کبھی گناہوں اور سرکشی میں حد سے گزر جانے پر ان کے جرم کو اور زیادہ واضح کرنے کے لئے محض عارضی چند روزہ ہوتی ہیں وہ قہر و غضب کی علامت ہوتی ہیں اور کبھی رحمت و عنایت سے دائمی صلاح و فلاح کے لئے ہوتی ہیں وہ ایمان و تقویٰ کا نتیجہ ہوتی ہیں صورت کے اعتبار سے ان میں فرق کرنا مشکل ہوتا ہے کیونکہ انجام اور عاقبت کا حال کسی کو معلوم نہیں مگر اہل اللہ نے علامات کے ذریعہ یہ پہچان بتلائی ہے کہ جب مال و دولت اور عیش و آرام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے شکر و عبادت کی اور زیادہ توفیق ہو تو یہ سمجھا جائے گا کہ یہ رحمت ہے اور اگر مال و دولت اور عزت و راحت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے اعراض اور گناہوں کی کثرت بڑھے تو یہ علامت اس کی ہے کہ یہ استدراج یعنی قہر الٰہی کی ایک صورت ہے ماعاذنا اللہ منہ

چوتھی آیت میں پھر دنیا کی سب قوموں کو تنبیہ کرنے کے لئے ارشاد فرمایا کہ ان بستیوں کے بسنے والے اس بات سے بے فکر ہو بیٹھے کہ ہمارا عذاب ان کو اس حالت میں آپکڑے جب کہ وہ رات کو سو رہے ہوں اور کیا یہ بستی والے اس سے بے خوف ہوگئے کہ ہمارا عذاب ان کو اس حالت میں آپکڑے جب کہ وہ دن چڑھے اپنے لہو و لعب میں مشغول ہوں، کیا یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر و تقدیر سے مطمئن ہو بیٹھے، سو خوب سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر و تقدیر سے بے فکر وہی قوم ہو سکتی ہے جو خسارہ میں پڑی ہوئی ہو۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ لوگ جو دنیا کی عیش و راحت میں مست ہو کر خدا تعالیٰ کو بھلا بیٹھتے ہیں ان کو اس بات سے بے فکر نہ ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ان پر رات کے وقت یا دن کے وقت کسی بھی حالت میں آسکتا ہے جیسا کہ پچھلی قوموں کے واقعاتِ عذاب کا ذکر اوپر آچکا ہے، عقلمند کا کام یہ ہے کہ دوسروں کے حالات سے عبرت حاصل کرے اور جو کام دوسروں کے لئے ہلاکت و بربادی کا سبب بن چکے ہیں ان کے پاس جانے سے بچے۔

اَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَآ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ

کیا نہیں ظاہر ہوا ان لوگوں پر جو وارث ہوئے زمین کے وہاں کے لوگوں کے ہلاک ہونے کے بعد کہ اگر ہم چاہیں تو

بِذُنُوْبِهِمْ ۚ وَنَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝۱۰۰ تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ

ان کو پکڑلیں ان کے گناہوں پر، اور ہم نے مہر کردی ہے ان کے دلوں پر سو وہ نہیں سنتے، یہ بستیاں ہیں کہ سناتے ہیں ہم

عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا ۚ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا

تجھ کو ان کے کچھ حالات، اور بیشک ان کے پاس پہنچ چکے ان کے رسول نشانیاں لے کر پھر ہرگز نہ ہوا کہ ایمان لائیں

بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ۝۱۰۱ وَمَا وَجَدْنَا

اس بات پر جس کو پہلے جھٹلا چکے تھے، یوں مہر کردیتا ہے اللہ کافروں کے دل پر، اور نہ پایا

لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ ۚ وَاِنْ وَّجَدْنَآ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ ۝۱۰۲

ان کے اکثر لوگوں میں ہم نے عہد کا نباہ، اور اکثر ان میں پائے نافرمان۔

خلاصۂ تفسیر

(آگے اس کی علت بتلاتے ہیں کہ ان کو عذاب سے کیوں ڈرنا چاہئے، اور وہ علت ان کا امم سابقہ کے ساتھ جرم کفر میں شریک ہونا ہے یعنی) اور ان (گزشتہ) زمین پر رہنے والوں کے بعد جو لوگ (اب) زمین پر بجائے ان کے رہتے ہیں کیا ان واقعات مذکورہ نے ان کو یہ بات (ہنوز) نہیں بتلائی کہ اگر ہم چاہتے تو ان کو بھی مثل امم سابقہ کے، ان کے جرائم (کفر و تکذیب) کے سبب ہلاک کر ڈالتے (کیونکہ امم سابقہ ان ہی جرائم کے سبب ہلاک کی گئیں) اور (واقعی یہ واقعات تو ایسے ہی ہیں کہ ان سے سبق لینا چاہئے تھا لیکن اصل یہ ہے کہ) ہم ان کے دلوں پر بند لگاتے ہوئے ہیں اس سے وہ (حق بات کو دل سے) سنتے (بھی) نہیں (اور ماننا تو درکنار رہا پس اس بند لگانے سے ان کی قساوت بڑھ گئی کہ ایسے عبرت خیز واقعات سے بھی عبرت نہیں ہوتی اور اس بند لگانے کا سبب انہی کا ابتداء میں کفر کرنا ہے، لقولہ تعالیٰ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ آگے شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی کے لئے سارے مضمون مذکور کا خلاصہ ہے کہ) ان (مذکورہ) بستیوں کے کچھ کچھ قصے ہم آپ سے بیان کر رہے ہیں اور ان سب (بستیوں میں رہنے والوں) کے پاس ان کے پیغمبر معجزات لے کر آئے تھے (مگر پھر بھی ان کی ضد اور ہٹ دھرمی کی یہ کیفیت تھی کہ) جس چیز کو انہوں نے اول (وہلہ) میں (ایک بار) جھوٹا کہہ دیا یہ بات نہ ہوئی کہ پھر اس کو مان لیتے (اور جیسے یہ دل کے سخت تھے) اللہ تعالیٰ اسی طرح کافروں کے دلوں پر بند لگا دیتے ہیں اور (ان میں سے بعضے لوگ مصیبتوں میں ایمان لانے کا عہد بھی کر لیتے تھے لیکن) اکثر لوگوں میں ہم نے وفائے عہد نہ دیکھا (یعنی زوالِ مصیبت کے بعد پھر ویسے کے ویسے ہی ہو جاتے تھے) اور ہم نے اکثر لوگوں کو (باوجود ارسالِ رسل و اظہارِ معجزات و نزولِ بیّنات و توثیقِ معاہدات) بے حکم ہی پایا (پس کفار ہمیشہ سے ایسے ہی ہوتے رہے ہیں، آپ بھی غم نہ کیجئے)

مَعارف و مَسائل

آیاتِ مذکورہ میں بھی پچھلی قوموں کے واقعات و حالات سُنا کر موجودہ اقوامِ عرب و عجم کو یہ بتلانا مقصود ہے کہ ان واقعات میں تمہارے لئے بڑا درسِ عبرت ہے کہ جن کاموں کی وجہ سے پچھلے لوگوں پر اللہ کا غضب اور عذاب نازل ہوا ان کے پاس نہ جائیں اور جن کاموں کی وجہ سے انبیاء

علیہم السلام اور ان کے متبعین کو کامیابی حاصل ہوئی ان کو اختیار کریں، چنانچہ پہلی آیت میں ارشاد ہے اَوَلَمْ یَهْدِ لِلَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَاۤ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ، ھَدٰی، یَھْدِیْ کے معنی نشان دہی کرنے اور بتلانے کے آتے ہیں، اس جگہ اس کا فاعل وہ واقعات ہیں جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے، معنی یہ ہیں کہ موجودہ زمانہ کے لوگ جو پچھلی قوموں کے ہلاک ہونے کے بعد ان کی زمینوں مکانوں کے وارث بنے یا آئندہ بنیں گے کیا ان کو پچھلے عبرتناک واقعات نے یہ نہیں بتلایا کہ کفر و انکار اور احکام خداوندی کی خلاف ورزی کے نتیجہ میں جس طرح ان کے مورثِ اعلیٰ (یعنی پچھلی قومیں) ہلاک و برباد ہو چکی ہیں اسی طرح اگر یہ بھی انہیں جرائم کے مرتکب رہے تو ان پر بھی اللہ تعالیٰ کا قہر و عذاب آسکتا ہے۔

اس کے بعد فرمایا وَنَطْبَعُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ، طبع کے معنی چھاپنے اور مُہر لگانے کے ہیں، اور معنی یہ ہیں کہ یہ لوگ واقعاتِ ماضیہ سے بھی کوئی عبرت اور ہدایت حاصل نہیں کرتے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ غضبِ الٰہی سے ان کے دلوں پر مہر لگ جاتی ہے پھر وہ کچھ نہیں سُنتے، حدیث میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب کوئی انسان پہلے پہل گناہ کرتا ہے تو اس کے قلب پر ایک نقطہ سیاہی کا لگ جاتا ہے، دوسرا گناہ کرتا ہے تو دوسرا اور تیسرا گناہ کرتا ہے تو تیسرا نقطہ لگ جاتا ہے یہاں تک کہ اگر وہ برابر گناہوں میں بڑھتا گیا توبہ نہ کی تو یہ سیاہی کے نقطے اس کے سارے قلب کو گھیر لیتے ہیں اور انسان کے قلب میں اللہ تعالیٰ نے جو فطری مادہ بھلے بُرے کی پہچان اور بُرائی سے بچنے کا رکھا ہے وہ فنا یا مغلوب ہو جاتا ہے، اور اس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ وہ اچھی چیز کو بُرا اور بُری کو اچھا، مفید کو مُضر اور مضر کو مفید خیال کرنے لگتا ہے، اسی حالت کو قرآن میں ران یعنی قلب کے زنگ سے تعبیر فرمایا ہے، اور اسی حالت کا آخری نتیجہ وہ ہے جس کو طبع یعنی مہر لگانے سے اس آیت میں اور بہت سی دوسری آیات میں تعبیر کیا گیا ہے۔

یہاں یہ بات قابلِ نظر ہے کہ دل پر مہر لگ جانے کا نتیجہ تو عقل و فہم کا معدوم ہو جانا ہے، کانوں کی سماعت پر تو اس کا کوئی اثر عادۃً نہیں ہوا کرتا، تو اس آیت میں موقع اس کا تھا کہ اس جگہ فَهُمْ لَا یَفْقَهُوْنَ فرمایا جاتا یعنی وہ سمجھتے نہیں، مگر قرآن کریم میں یہاں فَهُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ آیا ہے یعنی وہ سنتے نہیں۔ سبب یہ ہے کہ سننے سے مراد اس جگہ ماننا اور اطاعت کرنا ہے جو نتیجہ ہوتا ہے سمجھنے کا، مطلب یہ ہے کہ دلوں پر مہر لگ جانے کے سبب وہ کسی حق بات کو ماننے پر تیار نہیں ہوتے اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ انسان کا قلب اس کے تمام اعضاء و جوارح کا مرکز ہے جب قلب کے افعال میں خلل آتا ہے تو سارے اعضاء کے افعال مختل ہو جاتے ہیں، جب دل میں کسی چیز کی بھلائی یا بُرائی سما جاتی ہے تو پھر ہر چیز میں اس کو آنکھوں سے بھی وہی نظر آتا ہے کانوں سے بھی وہی سنائی دیتا ہے

چشم بداندیش کہ برکندہ باد
عیب نماید ہنرش در نظر

دوسری آیت میں ارشاد فرمایا تِلْكَ الْقُرٰی نَقُصُّ عَلَیْكَ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا، انباء، نبأ کی جمع ہے جس کے معنی ہیں کوئی عظیم الشان خبر، معنی یہ ہیں کہ ہلاک شدہ بستیوں کے بعض واقعات ہم آپ سے بیان کرتے ہیں۔ اس میں حرف مِنْ سے اشارہ کر دیا گیا کہ پچھلی اقوام کے حالات و واقعات جو ذکر کئے گئے ہیں وہ سب واقعات کا استیعاب نہیں بلکہ ہزاروں واقعات میں سے چند اہم واقعات کا بیان ہے

اس کے بعد فرمایا وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِیُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ، یعنی ان سب لوگوں کے انبیاء و رسل ان کے پاس معجزات لے کر پہنچے جن کے ذریعہ حق و باطل کا فیصلہ ہو جاتا ہے، مگر ان کی ضد اور ہٹ دھرمی کا یہ عالم تھا کہ جس چیز کے متعلق ایک مرتبہ ان کی زبان سے یہ نکل گیا تھا کہ یہ غلط اور جھوٹ ہے پھر اس کے حق و صدق ہونے پر کتنے ہی معجزات، دلائل اور حجتیں سامنے آگئیں مگر وہ اس کی تصدیق و اقرار کے لئے آمادہ نہ ہوئے۔

اس آیت سے ایک تو یہ بات معلوم ہوئی کہ معجزات تمام انبیاء و رسل کو عطا فرمائے گئے ہیں جن میں سے بعض انبیاء کے معجزات کا قرآن میں ذکر آیا ہے، بہت سوں کا نہیں آیا، اس سے یہ سمجھنا صحیح نہیں ہو سکتا کہ جن کے معجزات کا ذکر قرآن میں نہیں آیا ان سے کوئی معجزہ ثابت ہی نہیں، اور سورۂ ہود میں جو حضرت ہود علیہ السلام کی قوم کا یہ قول مذکور ہے کہ مَا جِئْتَنَا بِبَیِّنَةٍ یعنی آپ کوئی معجزہ نہیں لائے، اس آیت سے معلوم ہوا کہ ان کا یہ قول محض عناد اور ہٹ دھرمی کی بناء پر تھا یا یہ کہ ان کے معجزات کو معمولی سمجھ کر ایسا کہا۔

دوسری بات یہ قابلِ توجہ ہے کہ اس آیت میں ان لوگوں کا جو حال بتلایا گیا ہے کہ غلط بات زبان سے نکل گئی تو اس کی سخن پروری کرتے رہے، اس کے خلاف کتنے ہی واضح دلائل آجائیں، اپنی بات کی پچ کرتے رہے، یہ خدا کی منکر اور کافر قوموں کا حال ہے جس میں بکثرت مسلمان بلکہ بعض علماء و خواص بھی مبتلا پائے جاتے ہیں کہ کسی چیز کو اول دہلہ میں غلط یا جھوٹ کہہ دیا تو اب اس کی سچائی کے ہزاروں دلائل بھی سامنے آجائیں تو اپنی غلط بات کی پیروی کرتے رہیں، یہ حالت قہرِ خداوندی اور غضبِ الٰہی کا موجب ہے، (از مسائل السلوک)، اس کے بعد فرمایا كَذٰلِكَ یَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِ الْكٰفِرِیْنَ، یعنی جس طرح ان لوگوں کے دلوں پر مہر لگا دی گئی، اسی طرح عام کافر و منکر لوگوں کے دلوں پر اللہ تعالیٰ مہر لگا دیتے ہیں کہ پھر نیکی قبول کرنے کی صلاحیت باقی نہیں رہتی۔

تیسری آیت میں ارشاد فرمایا وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ یعنی ان میں سے اکثر لوگوں کو ہم نے ایفائے عہد کرنے والا نہ پایا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ عہد سے مراد عہدِ الست ہے جو ازل میں تمام مخلوقات

کے پیدا کرنے سے پہلے ان سب کی روحوں کو پیدا فرما کر لیا گیا تھا جس میں حق تعالیٰ نے فرمایا اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ یعنی کیا میں تمہارا پروردگار نہیں، اس وقت تمام ارواح انسانی نے اقرار اور عہد کے طور پر جواب دیا بَلٰی یعنی ضرور آپ ہمارے رب ہیں، دنیا میں آکر اکثر لوگ اس عہد ازل کو بھول گئے خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر مخلوق پرستی کی لعنت میں گرفتار ہو گئے اس لئے اس آیت میں فرمایا کہ ہم نے ان میں سے اکثر لوگوں میں عہد نہ پایا، یعنی عہد کی پاسداری اور ایفاء نہ پایا۔ (کبیر)

اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ عہد سے مراد عہد ایمان ہے جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا، اس میں عہد سے عہد ایمان وطاعت مراد ہے، تو آیت کا حاصل مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں میں سے اکثر نے ایمان وطاعت کا عہد ہم سے باندھا تھا پھر اس کی خلاف ورزی کی، عہد باندھنے سے مراد یہ ہے کہ عموماً انسان جب کسی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے تو اس وقت کتنا ہی فاسق فاجر ہو اس کو بھی خدا ہی یاد آتا ہے اور اکثر دل یا زبان سے عہد کرتا ہے کہ اس مصیبت سے نجات مل گئی تو اللہ تعالیٰ کی طاعت وعبادت میں لگ جاؤں گا نافرمانی سے بچوں گا جیسا کہ قرآن کریم میں بہت سے لوگوں کا یہ حال ذکر کیا گیا ہے، لیکن جب ان کو نجات ہو جاتی ہے اور آرام وراحت ملتی ہے تو پھر ہوٰی وہوس میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور اس عہد کو بھول جاتے ہیں۔

آیت مذکورہ میں لفظ اَكْثَر سے اس کی طرف اشارہ بھی پایا جاتا ہے، کیونکہ بہت سے لوگ تو ایسے شقی ہوتے ہیں کہ مصیبت کے وقت بھی انہیں خدا یاد نہیں آتا اور اس وقت بھی وہ ایمان وطاعت کا عہد نہیں کرتے تو ان سے بدعہدی کی شکایت کے کوئی معنی نہیں، اور بہت سے لوگ وہ بھی ہیں جو عہد کو پورا کرتے ہیں، ایمان وطاعت کے حقوق ادا کرتے ہیں اس لئے فرمایا وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ یعنی ہم نے ان میں سے اکثر لوگوں میں ایفائے عہد نہ پایا اس کے بعد فرمایا وَاِنْ وَّجَدْنَآ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ یعنی ہم نے ان میں سے اکثر لوگوں کو اطاعت وفرماں برداری سے خارج پایا۔

یہاں تک پچھلے انبیاء علیہم السلام اور ان کی قوموں کے پانچ واقعات کا بیان کر کے موجودہ لوگوں کو ان سے عبرت ونصیحت حاصل کرنے کے لئے تنبیہات فرمائی گئی ہیں۔

اس کے بعد چھٹا قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تفصیل کے ساتھ بیان ہوگا، جس میں واقعات کے ضمن میں سینکڑوں احکام ومسائل اور عبرت ونصیحت کے بے شمار مواقع ہیں، اور اسی لئے قرآن کریم میں اس واقعہ کے اجزاء بار بار دہرائے گئے ہیں۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَظَلَمُوْا
پھر بھیجا ہم نے ان کے پیچھے موسیٰؑ کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس
بِهَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَقَالَ مُوْسٰى
پس کفر کیا انہوں نے ان کے مقابلہ میں، سو دیکھ کیا انجام ہوا مفسدوں کا، اور کہا موسیٰؑ نے
يٰفِرْعَوْنُ اِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ حَقِيْقٌ عَلٰٓى اَنْ لَّآ
اے فرعون میں رسول ہوں پروردگار عالم کا، قائم ہوں اس بات پر کہ نہ کہوں
اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ۭ قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَرْسِلْ
اللہ کی طرف سے مگر جو سچ ہے، لایا ہوں تمہارے پاس نشانی تمہارے رب کی سو بھیج دے
مَعِيَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ﴿۱۰۵﴾ قَالَ اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰيَةٍ فَاْتِ بِهَآ
میرے ساتھ بنی اسرائیل کو، بولا اگر تو آیا ہے کوئی نشانی لے کر تو لا اس کو
اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ
اگر تو سچا ہے، تب ڈال دیا اس نے اپنا عصا تو اسی وقت ہو گیا اژدھا
ع ۹ ۱۳ مُّبِيْنٌ ﴿۱۰۷﴾ وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَاۗءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ قَالَ الْمَلَاُ
صریح، اور نکالا اپنا ہاتھ تو اسی وقت وہ سفید نظر آنے لگا دیکھنے والوں کو، بولے سردار
مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۹﴾ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ
فرعون کی قوم کے یہ تو کوئی بڑا واقف جادوگر ہے، نکالنا چاہتا ہے تم کو تمہارے
اَرْضِكُمْ ۚ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿۱۱۰﴾
ملک سے، اب تمہاری کیا صلاح ہے۔

خلاصۂ تفسیر

پھر ان (مذکور پیغمبروں) کے بعد ہم نے (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کو اپنے دلائل (یعنی معجزات) دے کر فرعون کے اور اس کے امراء کے پاس (ان کی ہدایت وتبلیغ کے لئے) بھیجا سو (جب موسیٰ علیہ السلام نے وہ دلائل ظاہر کئے تو) ان لوگوں نے ان (معجزات) کا بالکل حق ادا نہ کیا (کیونکہ ان کا حق اور مقتضا یہ تھا کہ ایمان لے آتے) سو دیکھئے ان مفسدوں کا کیا (برا) انجام ہوا (جیسا اور جگہ ان کا غرق اور ہلاک ہونا مذکور ہے۔ یہ تو تمام قصہ کا اجمال